"غیر مسیحی مذاہب کے پیروکاروں سے مکالمہ کیتھولک مسیحیوں کے ایمان کے استحکام کا باعث ہے۔" — کارڈینل آرِنزے

"غیر مسیحی مذاہب کے لوگوں سے مکالمہ کر کے کیتھولک مسیحی نہ صرف اپنے ایمان میں مزید پختگی محسوس کرتے ہیں، بلکہ مسیح کے بپتسمہ شدہ پیروکاروں کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوئے ہیں۔" ان خیالات کا اظہار کارڈینل ارنزے نے کیا ہے۔ اُن کے بقول "دوسرے مذاہب کے ماننے والے کیتھولک مسیحیوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے مسیحی ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں۔"

نائجیریا سے تعلق رکھنے والے کارڈینل ارنزے مکالمہ بین المذاہب کے بارے میں ویٹی کن کے سب سے ذمہ دار شخص ہیں۔ اُنھوں نے سینٹ تھامس یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کیتھولک چرچ کو مسلمانوں، یہودیوں، بدھ مت کے پیروکاروں اور افریقہ کے روایتی مذہبوں کے ارکان سے مکالمہ کرنا چاہیے، کیوں کہ مسیحی دُنیا کی کل آبادی کا صرف ایک تہائی ہیں اور اِن میں کیتھولک صرف ۱۸ فیصد ہیں۔ کارڈینل کے الفاظ میں "یہ مذاہب انسانی آبادی کے ایک بڑے حصے کا جیتا جاگتا اظہار ہیں اور اِن مذہبی روایتوں میں ہزاروں برسوں پر محیط تلاشِ خداوندی کی صدائے بازگشت موجود ہے۔" "نسل در نسل لوگوں نے اِن مذہبوں سے جینا اور مرنا سیکھا ہے، اِس لیے کیتھولک چرچ اُنہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔"

باہمی مکالمے سے دوسرے مذاہب مسیحیت سے کیا حاصل کر سکتے ہیں؟ اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کارڈینل ارنزے نے کہا کہ "مسیحیت سے دوسرے مذہبوں کے لوگ سماجی کاموں میں بھرپور حصہ لینے، خواتین کو زیادہ عزت و احترام دینے اور عالمگیریت کا جذبہ حاصل کر سکتے ہیں۔" دوسرے مذہبوں اور ثقافتوں سے مسیحی اُن کے رواج، شعائر، علامات اور ثقافتی رنگ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے ایک مسیحی کو اپنا ایمان اُن لوگوں کی زبان اور اندازِ ثقافت کے مطابق پیش کرنے میں مدد ملے گی۔"

کارڈینل ارنزے نے سامعین کو بتایا کہ ادارہ پاپائیت کے ذمہ داروں نے سترہویں صدی کے وسط میں بھی مسیحی منادوں اور مبشّرین پر واضح کیا تھا کہ وہ کسی قوم کے رواجوں اور رسوم کو کلیتہً مسترد نہ کریں "تاوقتیکہ وہ اخلاق باختہ ہوں"، بلکہ دوسروں کے قابلِ تعریف رسم ورواج کا کھلے دل سے اعتراف

کریں۔ ویٹی کن کونسل دوم نے اِس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا ہے۔ مکالمہ بین المذاہب مختلف عقائد رکھنے والوں کے درمیان تعاون میں اضافے کا سبب ہے۔ اِس سے تعصّبات، عدمِ رواداری اور تنہا پسندی اگر ختم نہیں ہوتی تو کم ضرور ہوجاتی ہے۔ مکالمہ بین المذاہب دل و دماغ کی یک جائی ہے۔ سچائی کی جانب اکٹھے چلنے اور مشترک دلچسپیوں میں مل جل کر شریک ہونے کا نام مکالمہ ہے۔

ایشیا

انڈونیشیا: کیتھولک بشپ کارلوس فلپ بیلو کو امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے۔

[ایسٹ تیمور ۱۹۷۶ء میں انڈونیشیا کی وحدانی حکومت میں شامل ہوا۔ اس کا رقبہ ۱۴۰۵۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً ۸ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ صوبائی دارالحکومت دلی (Dili) ہے۔ علاقے کا بڑا حصہ روایتی طرزِ زندگی کا حامل ہے جس پر سابق نوآبادیاتی طاقت پرتگال کے مذہب و تمدن کا اثر نمایاں ہے۔ زیادہ تر لوگ کیتھولک مسیحیت کے پیروکار ہیں۔ ایسٹ تیمور میں مذہبی مسائل بھی جنم لیتے رہتے ہیں اور مسلم - مسیحی تعلقات کے حوالے سے دونوں مذاہب کے رہنما مذہبی و معاشرتی ہم آہنگی کے لیے کوشاں ہیں۔

۱۹۹۶ء کا نوبل امن انعام ایسٹ تیمور کے کیتھولک بشپ کارلوس فلپ بیلو اور جوز رموس ہورٹا کو دیا گیا ہے۔ اِس موقع پر پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے حسبِ ذیل کالم شائع کیا ہے۔ مدیر]

"اس سال انڈونیشیا کے [جن] دو افراد کو امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے، اِن میں ایک تو رومن کاتھولک بشپ کارلوس بیلو ہیں اور دوسرے جوز رموس ہورٹا ہیں جنھوں نے ایسٹ تیمور میں امن اور انسانی حقوق کے لیے پُرامن جدوجہد کی۔ جوز رموس ہورٹا ایسٹ تیمور میں مدافعتی جدوجہد کے علمبردار ہیں اور بشپ کارلوس فلپ بیلو وہاں کے عوام کے حقوق اور مسائل کے حل کے لیے دن رات جدوجہد کرنے والے روحانی رہنما ہیں۔

اس اعلان میں انڈونیشیا کی حکومت کے لیے ایک پیغام پوشیدہ ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ وہ اپنی موجودہ پالیسی تبدیل کرے، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انڈونیشیا کی حکومت اس کے خلاف اپنا ردِعمل ظاہر کرے اور جکارتہ سے منفی رویّہ ظاہر ہو، مگر یہ سب کچھ اس انعام حاصل کرنے والوں کے حق میں ایک